فتوی نمبر:AB019
تاریخ:01جون2020

بِسۡـمِ اللّٰہ نَحۡـمَـدُہٗ وَ نُـصَـلّیِ وَ نُسَـلِّـمُ عَـلٰی رَسُولِـہِ الۡـکَـرِیۡـمِ

دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان
Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اسکائپ۔۔یا۔۔واٹس وغیرہ پر آڈیو،ویڈیو کال خواہ گروپ کی صورت میں ہو۔۔یا۔۔انفرادی،ایک دوسرے کے سلام کا جواب دیناواجب ہے؟

سائل:محمد عمران(دبئ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بذریعہ خط وکتاب یا براہ راست ملاقات کے ارادے سے آنے والے کے سلام کا فورا(جلد از جلد)جواب دیناواجب ہے،بلاعذر تاخیر کی توگناہ گارہوئے لہذاتوبہ لازم ہے۔اوردور حاضر میں آڈیو،ویڈیوکال اگرچہ براہ راست ملاقات نہیں لیکن خط وکتابت سے بڑھ کرہے،لہذااس کا بھی یہی حکم ہے،یعنی اگر تحیۃ وملاقات کے ارادے سے ہو جیسے آج کل گپ شپ یاحال احوال جاننے کیلئے کال کی جاتی ہے خواہ انفرادی ہویااجتماعی،جواب دیناواجب ہے،گروپ میں سے کسی ایک نے بھی جواب دے دیا،سب بری الذمہ ہوگئے،جبکہ افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں،ہاں اگراس گروپ کال میں کسی نے کسی خاص شخص کانام لے کر سلام کیاتواسی کوجواب دیناواجب ہے،دوسرے کے جواب دینے سے وہ بری الذمہ نہ ہوگا،اوراگر ملاقات کاارادہ نہ ہوجیسے میٹنگز میں ملازمین،کلاسز میں سٹوڈنٹس،سرکاری آفیسر،کمپنی مینجر،مفتی اسلام وغیرہ نے آڈیو،ویڈیوکال کے ذریعے شرکت کی اور کسی نے سلام کیاتوانہیں جواب دیناواجب نہیں کیونکہ ملازمین نظام کی معلومات حاصل کرنے،سٹوڈنٹ لیکچر لینے،سرکاری آفیسر،کمپنی مینجر اور مفتی اسلام لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے آن لائن ہوئے ہیں اورلوگ ان سے اپنے مسائل کے حل کیلئے رابطہ کررہے ہیں نہ کہ تحیت وملاقات کے ارادے سے،لہذاانہیں سلام کاجواب دیناواجب نہیں۔اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْہَاۤ اَوْ رُدُّوْہَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا"

ترجمہ: جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو' بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔ (پ5'النسآء:86)

حدیث مبارکہ میں ہے: عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یجزیءعن الجماعۃ اذامروا ان یسلم احدھم ویجزیءعن الجلوس ان یرد احدھم روہ البیھقی فی شعب الایمان مرفوعاً۔

امیر لمؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے : فرمایا : جماعت کہیں سے گزری اس میں سے ایک نے سلام کرلیا یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں، ان میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے۔اس حدیث کوامام بیہقی نے شعب الایمان میں مرفوعاً روایت کیاہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد1، کتاب الاداب، باب السلام، الفصل الثانی، حدیث4439، مطبوعہ : لاہور)

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ و موادۃ اھل الدین، فصل فی سلام الواحد...إلخ الحدیث : 8922، جلد6، صفحہ466)

در مختار میں ہے : "ردالسلام وتشمیت العاطس علی الفور"

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے : "انه اذا اخره لغیر عذر کره تحریما، ولا یرتفع الاثم بالرد بل التوبة" یعنی سلام اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب فوراً دیناواجب ہے، بلاعذر تاخیر کی تو گنہگار ہوااور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا، بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔

("الدر المختار" و "ردالمحتار" کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، جلد9، صفحہ 683)

فوراًواجب ہونے کا معنی "مجمع الانھر" میں یہ بیان کیا گیا ہے : "معنی یجب علی الفور انه یجب تعجیل الفعل فی اول اوقات الامکان" یعنی علی الفور واجب ہونے کا معنی یہ ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو، فعل کو بجالاناواجب ہے۔

(مجمع الانھر، کتاب الزکوۃ، داراحیاء التراث العربی : بیروت، جلد1، صفحہ 192)

اورامام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضاخان علیہ الرحمٰن فرماتے ہیں :

ہمارے نزدیک جواب سلام علی الفورواجب ہے، تاخیر میں اثم (گناہ) ہوگا "حتی قالوا لو اخر الی آخر الکتاب کرہ"۔ (یہاں تک فرمایا کہ اگراس نے خط کا جواب لکھنے تک سلام کے جواب میں تاخیر کی تو مکروہ ہے)

(فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ 714، رضافاؤنڈیشن : لاہور)

در مختار میں ہے : "ویجب رد جواب کتاب التحیة کرد السلام"

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے : "لان الکتاب من الغائب بمنزلة الخطاب من الحاضر۔مجتبی۔والناس عنه غافلون"۔

ترجمہ : خط وکتابت کے ذریعے کئے گئے سلام کا جواب واجب ہے، کیونکہ غائب کا خط حاضر سے خطاب کے درجے میں ہے، اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ (الدر المختار" و "ردالمحتار" کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، جلد9 صفحہ 685)

فتاوی عالمگیری میں ہے : "السلام تحیة الزائرین والذین جلسوا فی المسجد للقراة والتسبیح او لانتظار الصلوة ماجلسوا فیه لدخول الزائرین علیهم فلیس هذا اوان السلام فلا یسلم علیهم و لهذا قالو لو سلم علیهم الداخل وسعهم ان لا یجیبوه"

ترجمہ : سلام اس لیے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے۔ للذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح ودرود میں مشغول ہیں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔

(الفتاوی الھندیۃ" کتاب الکراھیۃ، الباب السابع فی السلام، جلد5، صفحہ 325)

اسی میں ہے : "ولایسلم المتفقه علی استاذه ولو فعل لایجب ردسلامه کذافی القنیة"یعنی عالمِ دین تعلیم علمِ دین میں مشغول ہے ' طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں۔

(الفتاوی الھندیة'' کتاب الکراھیة' الباب السابع فی السلام' جلد5' صفحہ 325)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں : "اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھا نہ رہا ہو سلام کا جواب دینا واجب نہیں' کیونکہ یہ اس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لیے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لیے آیا ہے' جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لیے جاتے ہیں"۔

(بہار شریعت' جلد3' حصہ16' سلام کا بیان' صفحہ 462' مکتبۃ المدینہ : کراچی)

فتاوی عالمگیری میں ہے : "رجل اتی قوما فسلم علیهم وجب علیهم رده" ترجمہ : ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا اہلِ مجلس پر جواب دینا واجب ہے۔ (الفتاوی الھندیة'' کتاب الکراھیة' الباب السابع فی السلام' جلد5' صفحہ 325)

اسی میں ہے : "اذا دخل جماعة علی قوم فان ترکوا السلام فکلهم آثمون فی ذلک وان سلم واحد منهم جاز عنهم جمیعاً وان سلم کلهم فهو افضل وان ترکوا الجواب فکلهم آثمون وان رد واحد منهم اجزاهم وبه ردالاثر۔۔۔وان اجاب کلهم فهو افضل کذافی الذخیرة" ترجمہ : ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا' اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوہیں اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوئے اور اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔ اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔

(الفتاوی الھندیة'' کتاب الکراھیة' الباب السابع فی السلام' جلد5' صفحہ 325)

اسی میں ہے : "فاما اذا سماه فقال السلام علیک یا زید فاجابه غیر زید لا یسقط الفرض عن زید" ترجمہ : اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ اے زید السلام علیک تو خاص زید کو جواب دینا ہو گا' دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہو گا۔

(الفتاوی الھندیة'' کتاب الکراھیة' الباب السابع فی السلام' جلد5' صفحہ 325)

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ أتم و أحکم

کتبہ : ابو حمزہ محمد آصف مدنی غفر لہ المولیٰ القدیر

9 شوال المکرم 1441ھ 1 جون 2020

الجواب صحیح

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفي عنه الباري